کتاب شناسی

جامع احادیث الشیعۃ

سید رمیز الحسن موسوی ☆
srhm2000@yahoo.com

شیعہ کتب حدیث کے سلسلے کی ایک آخری کڑی ''جامع احادیث الشیعہ'' ہے کہ جو عالم التشیع کے ایک نامور فقیہ آیت اللہ العظمیٰ سید حسین بروجردیؒ کی فکری، علمی کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ یہ کتاب عربی میں تالیف کی گئی ہے جس میں فقہی احکام سے متعلق احادیث کو آیت اللہ برجردیؒ کے خاص اسلوب اور سلیقے کے تحت تدوین کیا گیا ہے اس کتاب کی تدوین کا کام آیت اللہ برجردیؒ کے زیرنظر خود اُنہی کے شاگردوں کے ایک علمی اور تحقیقی گروہ کے ذریعے شروع ہوا تھا جس کی نظارت خود آیت اللہ مرحوم کررہے تھے۔ اس سے پہلے کہ ہم اس کتاب کے بارے میں تفصیل پیش کریں خود آیت اللہ بروجردیؒ کی علمی اور فقہی حیات کا مختصر تعارف پیش کرنا ضروری سمجھتے ہیں تا کہ اس کتاب کو سمجھنے میں مدد مل سکے۔

آیت اللہ بروجردیؒ:

آیت اللہ سید حسین بروجردی طباطبائی، ماہ صفر ۱۲۹۲ھ میں ایران کے تاریخی شہر بروجرد کے ایک علمی خاندان میں پیدا ہوئے، اُن کے والد حجۃ الاسلام والمسلمین سید علی طباطبائی ایک جلیل القدر عالم دین تھے جو بروجرد شہر میں تقویٰ، علم و فضل کی وجہ سے عوام کی توجہ کا مرکز سمجھے جاتے تھے۔

اس خاندان کا سلسلہ نسب ۳۲ واسطوں سے حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام تک پہنچتا ہے۔ اس لحاظ سے وہ خاندان طباطبائی کے علمی سلسلے کی ایک اہم کڑی سمجھے جاتے ہیں۔ چونکہ اس خاندان میں ہر دور میں علمی، فقہی اور اجتماعی شخصیات گذرتی رہی ہیں اور یہ خاندان علم و فضل اور تقویٰ و پرہیزگاری کی وجہ سے عوام کی توجہ کا مرکز رہا ہے۔

آیت اللہ بروجردیؒ نے سات سال کی عمر میں اپنے محلے کے ایک مکتب خانے سے اپنی تعلیم کا آغاز کیا اور دینی علوم کی ابتدائی کتاب ''جامع المقدمات'' شروع کی اور جلد ہی اپنی خداداد استعداد اور ذہانت کی وجہ سے اپنے ساتھی طالب علموں میں ممتاز حیثیت سے پہچانے جانے لگے۔ اسی علمی شوق و ذوق کو دیکھتے ہوئے اُن کے والد

☆ مسئول شعبہ ترجمہ و تحقیق، نور الہدیٰ ٹرسٹ، بہارہ کہو، اسلام آباد

گرامی اُنہیں بروجرد کے حوزہ علمیہ نوربخش میں لے گئے جہاں اُنھوں نے باقی مقدماتی علوم شروع کئے، اس طرح وہ صرف ونحو، معانی وبیان، منطق، اصول فقہ اور فقہ کی ابتدائی تعلیم کے مراحل طے کرنے کے بعد اصفہان کی طرف چل پڑے جہاں اُنھوں نے حاج سید محمد باقر درچہ ای ؒ، میرزا ابوالمعالی کلباسی، سید محمد تقی مدرس، آخوند کاشی اور جہانگیر خان قشقائی جیسی علمی شخصیات کے زیر سایہ اصول، فقہ، فلسفہ، رجال اور دوسرے اسلامی علوم وفنون میں مہارت حاصل کی۔

اصفہان میں چار سال تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد وہ اپنے والد کے حکم پر واپس بروجرد لوٹ آئے، جہاں شادی کرنے کے بعد وہ دوبارہ اصفہان لوٹ گئے اور اپنی علمی مشغولیت دوبارہ شروع کردی۔ اسی دوران اُنہیں دوبارہ والد محترم کی جانب سے حکم ملا کہ وہ مزید تحصیل علم کے حوزہ علمیہ نجف اشرف کی طرف ہجرت کریں لہٰذا ستائیس سال کی عمر میں وہ نجف اشرف روانہ ہوجاتے ہیں۔ نجف اشرف میں وہ آیت اللہ العظمیٰ آخوند ملا محمد کاظم خراسانیؒ کے محضر مبارک سے علمی استفادہ کرتے ہیں۔ اسی طرح نجف میں وہ آیت اللہ سید کاظم یزدی ؒ اور آیت اللہ شریعت اصفہانی ؒ سے بھی فقہ واصول اور علم رجال میں کسب فیض کرتے ہیں۔

اجازات:

آیت اللہ بروجردیؒ کے علمی مقام ومرتبے کی شناخت کے لئے، اُن علمی اجازات کا تذکرہ ضروری ہے کہ جو اُنھوں نے اپنے بزرگ اساتذہ سے حاصل کئے ہیں۔ چونکہ گذشتہ زمانے میں اساتذہ اور علمی شخصیات کے اجازات کسی شخص کی علمی منزلت کو سمجھنے کا بہترین ذریعہ تھے، ان اجازات میں جو کچھ لکھا جاتا تھا وہ مبنی بر حقیقت ہوتا تھا کیونکہ بزرگ علماء سے بعید سمجھا جاتا ہے کہ وہ کسی شخص کی صلاحیتوں کو پرکھے بغیر اس کی تعریف وتمجید کریں۔

آیت اللہ بروجردی ؒ نے جن علمی شخصیات سے علمی اجازات حاصل کئے ہیں وہ یہ ہیں:

الف: اجازہ نامہ آخوند خراسانی ؒ: اس اجازہ نامے میں آخوند خراسانیؒ نے جس انداز میں اپنے اس بلند مرتبہ شاگرد کی توصیف کی ہے، اُس سے آیت اللہ بروجردیؒ کی علمی قابلیت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ (اختصار کے پیش نظر ہم اجازات کا متن پیش کرنے سے قاصر ہیں)

ب: اجازہ نامہ آیت اللہ شیخ الشریعہ اصفہانی ؒ: آیت اللہ العظمیٰ ملا فتح اللہ نمازی شیرازی المعروف شیخ الشریعہ اصفہانی ؒ نے اپنے اس اجازہ میں آیت اللہ بروجردی ؒ کے علم وفضل اور استعداد کی بہت زیادہ تعریف کی ہے۔

ج: اجازہ نامہ سید ابوالقاسم دھکردی: یہ آیت اللہ بروجردی ؒ کے اُستاد تو نہیں تھے لیکن اُن کی علم ودانش اور فضیلت سے آگاہ تھے اس لئے جب آیت اللہ بروجردی، اصفہان سے نجف اشرف کی طرف جانے کا ارادہ کرتے ہیں تو یہ عالم دین اُنہیں اپنے اجازے سے نوازتے ہیں۔

آیت اللہ بروجردی، اجازات اجتہاد کے علاوہ چھ بلند پایہ علمائے دین سے اجازہ روایت بھی حاصل کرنے میں کامیاب ہوجاتے ہیں جو ان کی علم حدیث میں استعداد اور صلاحیت کی دلیل ہے۔ اُن کو روایت کا اجازہ دینے والے علمائے دین کے نام یہ ہیں:

۱۔آیت اللہ العظمیٰ آخوند ملامحمد کاظم خراسانیؒ
۲۔آیت اللہ شیخ فتح اللہ نمازی شیرازیؒ (المعروف شریعت اصفہانی)
۳۔آیت اللہ شیخ محمد تقی اصفہانیؒ (المعروف آقا نجفی)
۴۔آیت اللہ سید ابوالقاسم دھکردی اصفہانیؒ
۵۔علامہ شیخ آقا بزرگ تہرانیؒ
۶۔علامہ علم الھدیٰ ملایری

نجف اشرف سے واپسی:

آیت اللہ بروجردیؒ ۱۳۲۸ھ میں اپنے والدگرامی کے اصرار پر نجف اشرف سے واپس بروجرد آجاتے ہیں، اسی دوران ان کے والد کا انتقال ہوجاتا ہے۔اس کے بعد وہ ۳۳ سال تک بروجرد میں قیام پذیر رہتے ہیں اور فقہ و اصول کی تدریس کے علاوہ تصنیف و تالیف میں مشغول ہوجاتے ہیں۔لہٰذا اسی دوران وہ حاشیہ برعروۃ الوثقیٰ جیسی علمی کتاب تالیف کرتے ہیں۔اس کے علاوہ شاہی استبداد کے مقابلے میں اپنے شہر کے عوام کی حمایت اور کمک سے بھی دریغ نہیں کرتے لہٰذا اس دوران آیت اللہ بروجردی کی اجتماعی خدمات اور سیاسی موقف اور بطور اعتراض نجف اشرف کی طرف سفر جیسے واقعات کے مطالعے سے ان کے اجتماعی وسیاسی تدبر کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے جس کی تفصیل متعلقہ کتابوں میں دیکھی جاسکتی ہے

حوزہ علمیہ قم میں قیام:

۱۳۶۴ھ میں آیت اللہ بروجردی بیمار ہوجاتے ہیں اور علاج کے لئے تہران آتے ہیں۔اس دوران وہ تہران کے ایک ہسپتال میں داخل ہوتے ہیں جہاں اُن کا آپریشن ہوتا ہے۔قم اور تہران کے علمائے دین اور علمی شخصیات اُن کی عیادت کے لئے آتی ہیں،اسی دوران موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے حوزہ علمیہ کی چند نمایاں شخصیات جن میں سرفہرست حضرت امام خمینیؒ تھے،اُن کی عیادت کے لئے آتے ہیں اور علاج کے بعد اُن سے قم میں قیام، دنیائے تشیع کی مرجعیت اور حوزہ قم کی سرپرستی قبول کرنے کی درخواست کرتے ہیں۔یہ بات تمام بزرگوں کے اصرار اور قرآن سے استخارے کے بعد آیت اللہ بروجردی قبول کر لیتے ہیں۔اور پھر وہ امام رضا علیہ السلام کی زیارت کے لئے مشہد مقدس چلے جاتے ہیں اور وہاں سے واپسی پر جب ۲۶ صفر ۱۳۶۴ھ کو قم مقدس آتے ہیں تو قم کے بہت سے علماء اور عوام اُن کا شاندار استقبال کرتے ہیں۔

حوزہ قم کے اکثر علماء و فضلا اور مدرسین منجملہ امام خمینیؒ ،آیت اللہ سید محمد محقق داماد،آیت اللہ مرتضی حائری، آیت اللہ بروجردیؒ کے درس کی اہمیت ظاہر کرنے کے لئے اپنے شاگردوں کے ساتھ ان کے دروس میں شرکت کرتے ہیں۔اسی طرح آیت اللہ صدر الدین صدرؒ کہ جو اس وقت کے مراجع تقلید میں سے تھے اور حضرت معصومہ سلام اللہ علیہا کے حرم میں نماز جماعت کراتے تھے،نماز جماعت کی ذمہ داری بھی آیت اللہ بروجردی کے

سپرد کردیتے ہیں تا کہ حوزہ علمیہ قم کی سرپرستی اُن کے لئے مشخص ہو جائے اور عوام بھی اُنہیں ایک مرجع تقلید اور سرپرست حوزہ کے عنوان سے پہنچان لیں۔

اسی طرح اس زمانے کے ایک اور مرجع تقلید آیت اللہ سید محمد حجت اپنے درس وتدریس کی ذمہ داری بھی اُن کے سپرد کردیتے ہیں۔ آیت اللہ سید محمد تقی خوانساریؒ بھی بطور احترام اُن کے درس میں شرکت کرتے ہیں تا کہ اُن کا علمی مقام ومنزلت اُجاگر کیا جا سکے۔

ذاتی خصوصیات:

حوزہ علمیہ قم کے مراجع تقلید اور علمائے کرام کی طرف سے اس قدر احترام اور تجلیل سے پتا چلتا ہے کہ آیت اللہ بروجردیؒ غیر معمولی علمی وفقہی صلاحیتوں کے مالک تھے اور اُن کی اس علمی استعداد اور قابلیت سے آشنا علمائے دین نہیں چاہتے تھے کہ وہ بروجرد میں رہ کر اپنے آپ کو ضائع کر دیں بلکہ اُن کا صحیح مقام حوزہ علمیہ قم تھا۔ اسی لئے امام خمینیؒ جیسے علماء نے بہت اصرار کے ساتھ اُنہیں قم میں قیام کی دعوت دی اور پھر اُن کے اجتماعی مقام ومنزلت کے لئے خود بھی اُن کے دروس میں شرکت کی۔

کہتے ہیں کہ جب آیت اللہ بروجردیؒ کی مرجعیت اور علمی مقام سے لوگ آشنا ہو گئے اور وہ بحیثیت ایک مرجع تقلید کے پہنچانے جانے لگے تو امام خمینیؒ نے اُن کے درس میں جانا چھوڑ دیا تھا۔ یعنی؛ حضرت امامؒ کو اُن کے درس کی ضرورت نہیں تھی وہ صرف اُن کی پہچان کروانے کے لئے اُن کے درس میں شریک ہوتے تھے۔

اُن کی شخصیت سے آگاہ لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ بے مثال ذہانت وذکاوت اور غیر معمولی علمی استعداد کے مالک تھے اور اکثر سیاسی واجتماعی مسائل میں بصیرت رکھنے کے ساتھ ساتھ امور مملکت سے بھی آگاہ تھے اور بہت ہی دور اندیش اور مدبر ومدبر شخصیت کے مالک تھے۔ ان تمام خصوصیات کے علاوہ وہ اپنے تمام کاموں میں مکمل اخلاص بھی رکھتے تھے۔

وہ آخری عمر تک علم ومعرفت کے حصول کے لئے سعی وکوشش کرتے رہے ہیں، بارہا دیکھا گیا ہے کہ وہ نماز عشاء کے بعد صبح فجر تک مطالعے میں مصروف رہتے تھے اور بغیر مطالعے کے مجلس درس میں حاضر ہونے کو حرام سمجھتے تھے، وہ کسی بھی وقت علمی مطالعات سے نہیں تھکتے تھے۔ وہ اکثر کہتے تھے: ''میں کبھی بھی علمی مطالعات سے نہیں تھکتا بلکہ جب دوسرے کاموں سے تھک جاتا ہوں تو علمی مطالعات سے اپنی تھکاوٹ دور کرتا ہوں''۔

علمی خصوصیات:

اُن کا درس منفرد خصوصیات رکھتا تھا جس کی وجہ سے بہت سے علماء بہت اشتیاق کے ساتھ اُن کے فقہ واصول کے درس خارج میں شریک ہوتے تھے۔ آیت اللہ مطہری شہید کہ جو خود اُن کے نامور شاگردوں میں سے تھے، لکھتے ہیں:

''آیت اللہ بروجردیؒ درس کو بہت زیادہ اہمیت دیتے تھے حتیٰ اپنی رحلت سے ایک ہفتہ پہلے تک اُنھوں نے

اپنا درس جاری کئے رکھا تھا''۔اُن کے ایک اور شاگرد آیت اللہ سید جواد علوی بروجردی لکھتے ہیں:''آیت اللہ بروجردیؒ کبھی بھی شاگرد کی بے توجہی اور دقت نظر کی کمی یا تعداد کی کمی کی وجہ سے اپنے درس کی سطح کو پست نہیں کرتے تھے، وہ اس طرح درس دیتے تھے کہ گویا اُن کے سامنے سب سید مرتضیٰ، شیخ مفیدؒ اور شیخ طوسیؒ جیسے لوگ بیٹھے ہیں''۔

اُن کے درس میں علمی جدت کے حوالے سے شیخ مجتبیٰ عراقیؒ لکھتے ہیں: آیت اللہ بروجردیؒ کے معنوی وملکوتی حالات کے علاوہ اُن کی تدریس اور استنباط میں ایک علمی جدت پائی جاتی تھی جو طالب علم کو اپنی طرف جذب کرتی تھی، وہ ہر علمی فرع کو اُس کے مبداء کی طرف لوٹا دیتے تھے جو بہت ہی جاذب چیز تھی''۔

اصولی اسلوب:

آیت اللہ بروجردیؒ کی علم اصول میں روش تدریس بہت سادہ اور مختصر تھی وہ غیر ضروری مباحث سے اجتناب کرتے تھے لہٰذا وہ ہر اُصولی بحث کے شروع میں اصلی مسئلہ پیش کرتے تھے، پھر اس کے بارے میں مفصل علمی بحث کرتے۔

فقہی اسلوب:

وہ علمائے سلف مثلاً شیخ مفیدؒ، سید مرتضیٰؒ، شیخ طوسیؒ، شیخ طبرسیؒ اور علامہ بحر العلومؒ کی مانند اسلامی علوم میں جامعیت کے حامل تھے۔فقہ میں وہ استنباطی طریقہ استعمال کرتے تھے اور اس کے ساتھ ساتھ فقہ میں قدماء (خواہ وہ سنی ہوں یا شیعہ) کے اقوال میں تتبع اور جستجو کو ضروری سمجھتے تھے۔بطور کلی فقہ میں آیت اللہ بروجردیؒ کا طریقہ چند بنیادی نکات پر استوار تھا:

الف: قدماء کے فتاویٰ سے آگاہی کی اہمیت

وہ فقہ کی تدریس میں بہت زیادہ جدت پسند تھے، وہ شیعہ قدماء کی فقہی آراء اور شہرت فتوائی کو غیر معمولی اہمیت دیتے تھے۔جن مسائل کے بارے میں بحث شروع کرتے تو پہلے اہل سنت علماء کے اقوال کی طرف توجہ کرتے پھر شیعہ علماء کے اقوال کو (بغیر کسی واسطے کے) اُن کی کتابوں سے نقل کرتے اور اُن پر بحث کرتے تھے۔

وہ فقہی مسائل کو دو حصوں میں تقسیم کرتے تھے: ایک مسائل متلقّات اور دوسرے مسائل مشروحہ، یعنی؛ وہ جو کچھ بعد میں فقہا نے شرح وتفصیل بیان کی ہے۔یہ تقسیم، فقہ منصوص اور فقہ تفریعی کے علاوہ ہے۔

ب: فقہائے امامیہ کے لئے فقہائے اہل سنت کے فتاویٰ سے آگاہی کی اہمیت

اُن کے خیال میں ائمہ طاہرین ÷ کے ہم عصر علمائے اہل سنت کے رائج فتاویٰ اور روایات کی طرف رجوع کرنے سے ائمہ معصومین ÷ کے اقوال اور روایات کو بہتر طور پر سمجھا جاسکتا ہے۔وہ فرماتے تھے:''شیعہ فقہ، فقہ اہل سنت کے حاشیے میں واقع ہے''۔کیونکہ اس زمانے میں سیاسی وجوہات کی بنا پر مسلمان جن فتاویٰ پر عمل کرتے تھے ، وہ اہل سنت ہی کے فتاویٰ تھے، لہٰذا ائمہ طاہرین ÷ کے اصحاب اور راوی، اہل سنت کے فتاویٰ کو دیکھ کر ائمہ

طاہرین ؑ سے سوال کرتے تھے اور ائمہ طاہرین ؑ بھی اُنہی کو مدنظر رکھ کر جواب دیتے تھے۔

ج: روایات پر تکیہ اور اُنہیں درس میں بیان کرنے کا طریقہ

آیت اللہ بروجردیؒ اُصول عملیہ سے بہت کم تمسک کرتے تھے، لیکن روایات میں جستجو اور اُن سے استفادہ کرنے میں بہت زیادہ دقت نظر اور غور و فکر سے کام لیتے تھے، وہ درایہ الحدیث کے فن اور حدیث کے راویوں اور رجال کی شناخت میں عجیب و غریب تحقیقات اور مہارت و تسلط رکھتے تھے۔

د: اختلافی مسائل کی تہہ تک پہنچنا

وہ شیعہ و سنی کے درمیان اہم اختلافی مسائل کی تحقیق اور اُن کی تاریخ کے بارے میں بہت زیادہ جستجو کرتے تھے اور اختلاف کی جڑوں کو بڑے ہی معقول انداز میں اور ہر قسم کے مذہبی تعصب سے دور ہو کر بیان کرتے تھے۔

مکتب رجال:

آیت اللہ العظمیٰ بروجردیؒ علم رجال میں بھی بے نظیر حیثیت رکھتے تھے، اس علم میں وہ ایک منفرد اور جدت پر مبنی روش کے مالک تھے۔ وہ کتاب کافی، تہذیب، استبصار وغیرہ کی احادیث کی سندوں کو اُن کے متون سے جدا کر کے اُن کا بہت دقیق مطالعہ کرتے تھے جس سے محققین کو بہت اہم نکات ملتے تھے۔

آیت اللہ بروجردی کی تالیفات:

آیت اللہ بروجردیؒ درس و تدریس کے ساتھ ساتھ تحقیق و تالیف کا کام بھی جاری رکھے ہوئے تھے اور اپنی تحقیقات کو سپرد قلم بھی کرتے تھے۔ اُن کی چند علمی کتابوں کے نام یہ ہیں:

الف: عربی کتب

۱۔ ترتیب اسانید من لا یحضرہ الفقیہ۔
۲۔ ترتیب رجال اسانید من لا یحضرہ الفقیہ
۳۔ ترتیب اسانید امالی الصدوق۔
۴۔ ترتیب اسانید الخصال۔
۵۔ ترتیب اسانید علل الشرائع۔
۶ ترتیب اسانید تہذیب الاحکام۔
۷۔ ترتیب رجال اسانید التہذیب۔
۸۔ ترتیب اسانید ثواب الاعمال وعقاب الاعمال۔
۹۔ ترتیب اسانید عدۃ کتب۔
۱۰ ترتیب رجال الطّوسی۔
۱۱۔ ترتیب اسانید رجال الکشی۔
۱۲۔ ترتیب اسانید رجال النجاشی۔
۱۳۔ ترتیب رجال الفہرستین۔
۱۴۔ بیوت الشیعۃ۔
۱۵۔ حاشیۃ علی رجال النجاشی۔
۱۶۔ حاشیۃ علی عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالب (از ابن عنبہ)
۱۷۔ حاشیۃ علی منہج المقال۔
۱۸۔ ترتیب فہرست منتجب الدین
۱۹۔ طبقات الرواۃ۔
۲۰۔ رسالۃ فی ترجمۃ بعض اعاظم اسرتہ واجدادہ۔

۲۱۔حاشیۃ علی رجال الشیخ طوسی۔
۲۲۔رسالۃ حول سند الصحیفۃ السجادیۃ۔
۲۳۔حاشیۃ علی فرائد الاصول للشیخ انصاری
۲۴۔حاشیۃ علی کفایۃ الاصول۔
۲۵۔الاحادیث المقلوبۃ وجواباتہا۔
۲۶۔حاشیۃ علی وسائل الشیعۃ۔
۲۷۔جامع احادیث الشیعۃ (۳۱ جلد)
۲۸۔حاشیۃ علی مبسوط الشیخ الطوسی۔
۲۹۔حاشیۃ علی خلاف الشیخ الطوسی
۳۰۔حاشیۃ علی عروۃ الوثقی۔
۳۱۔الفقہ الاستدلالی
۳۲۔رسالۃ فی المواسعۃ والمضایقۃ
۳۳۔رسالۃ فی منجزات المریض
۳۴۔رسالۃ فی المھور
۳۵۔حاشیۃ علی نہایۃ الشیخ الطوسی
۳۶۔رسالۃ فی المنطق
۳۷۔تعلیقۃ علی الاسفار لملاصدرا الشیرازی
۳۸۔حاشیۃ علی منہج الرشاد
۳۹۔المہدی، علیہ السلام، فی کتب اہل السنۃ
۴۰۔الاثار المنظومۃ
۴۱۔حاشیۃ علی مجمع المسائل
۴۲۔حاشیۃ علی وسیلۃ النجاۃ
۴۳۔الاعتقادات
۴۴۔حاشیۃ علی منتخب الرسائل
۴۵۔صراط النجاۃ
۴۶۔مجمع الفروع
۴۷۔حاشیۃ علی تبصرۃ المتعلمین
۴۸۔انیس المقلدین

ب: کتب فارسی

۱۔توضیح المناسک   ۲۔توضیح المسائل   ۳۔مناسک حج

آیت اللہ بروجردیؒ کی کتابوں میں ایک اہم ترین کتاب ''جامع احادیث الشیعہ'' ہے کہ جس کا تفصیلی تعارف آئندہ صفحات میں پیش کیا جارہا ہے۔

اسلامی مذاہب میں اتحاد کی کوششیں:

جب عالمی سامراجی طاقتیں اسلامی ممالک کی لوٹ مار کی خاطر اُمت اسلام میں اختلافات پیدا کرنے کی کوششیں کررہی تھیں اور تمام اسلامی ممالک میں بھائی کو بھائی سے لڑانے کے لئے مختلف حربے استعمال کئے جارہے تھے اس وقت تمام مسلمان مصلحین کی طرح آیت اللہ بروجردیؒ بھی مکتب اہل بیتؑ کے پیروکاروں کے رہبر ومرجع کی حیثیت سے پورے عالم اسلام کے اتحاد کی آرزو رکھتے تھے۔اس مقصد کے لئے اُنھوں نے اہل سنت کے دینی اور علمی مراکز کے ساتھ روابط حسنہ قائم کرنے کی بے مثال کوششیں کیں اور مصر میں جامعۃ الازہر کے علماء کے ساتھ مل کر وحدت مسلمین کے خواب کو عملی جامہ پہنایا۔اس سلسلے میں ''دارالتقریب بین المذاہب الاسلامیہ'' کی بنیاد ایک اہم ترین قدم تھا۔

آیت اللہ بروجردیؒ نے اہل سنت بزرگان اور جامعہ ازہر کے بزرگ اساتذہ مثلاً شیخ محمود شلتوت، شیخ عبد

المجید سلیم اور محمد عبدہ کے ساتھ ملکر تفرقے اور اختلاف کی فضا کو ختم کرنے کی سعی کی، اُن کا عقیدہ تھا کہ قرآن، سنت رسولؐ، سیرت اہل بیت اطہارؑ اور علمائے سلف کے طور طریقوں میں بہت سے ایسے موارد مل سکتے ہیں کہ جن سے اسلامی مذاہب کے درمیان قربت ایجاد کرنے اور تفرقہ سے بچنے میں مدد مل سکتی ہے۔

وفات:

آیت اللہ بروجردیؒ آخر کار سالہا سال تک دنیائے علم وفقاہت کے لئے گرانقدر خدمات انجام دینے کے بعد ۱۳ شوال ۱۳۸۰ھ کو اس جہان فانی سے کوچ کر گئے۔ اُن کی وفات سے نہ صرف دنیائے تشیع میں ایک بڑا خلا ایجاد ہو گیا تھا بلکہ عالم اسلام کے تمام حقیقت پسند علماء اور شخصیات نے اس شیعہ مرجع تقلید کے غم میں شرکت کی اور اُن کی وفات کو عالم اسلام کے لئے نا قابل تلافی نقصان قرار دیا۔

"جامع احادیث الشیعه"

جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ یہ کتاب آیت اللہ بروجردیؒ کی فکری اور علمی کاوش کا نتیجہ ہے جو اُن کے شاگردوں پر مشتمل ایک علمی ٹیم کے ذریعے تدوین ہوئی ہے جس میں اُنھوں نے اپنے اُستاد کی رہنمائی اور نظارت میں فقہی احکام پر مبنی احادیث ایک خاص روش کے تحت جمع کی ہیں۔

یہ اہم کتاب فقہی احادیث کا آخری اور مفصل ترین مجموعہ ہے کہ جس میں شرعی احکام سے متعلق قرآنی آیات اور اہل بیت اطہار ؑ کی روایات کو منظم اور مرتب کیا گیا ہے۔

آیت اللہ بروجردیؒ شیخ حر عاملیؒ کی کتاب ''وسائل الشیعہ'' کے بارے میں اکثر کہتے تھے: ''مرحوم صاحب الوسائل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اس کتاب کی تدوین وتالیف میں ایک عمر صرف کی ہے اور بہت زیادہ مشکلات وسختیاں برداشت کی ہیں اور اس فن میں ایک بہترین کتاب تیار کی ہے اور اُن کا ہمارے اوپر بہت بڑا احسان ہے، لیکن اس کے باوجود اُن کی یہ کتاب اب بھی تنقیح، تھذیب اور تکمیل کی محتاج ہے اور اس پر مزید کام کی ضرورت ہے کیونکہ اُن کی کتاب، حدیث کی کتاب سے زیادہ فقہی کتاب نظر آتی ہے چونکہ اُنھوں نے ہر فقہی فرع پر دلالت کرنے والی روایات جمع کرنے کی کوشش کی ہے اور وہ ایک مکمل احادیث کی کتاب منظّم ومرتب کرنے کا ارادہ نہیں رکھتے تھے۔ لہذا طبعاً اُنھوں نے ایک جگہ جمع کی جانے والی احادیث کو جُدا کر ڈالا ہے۔ اور جو احادیث جدا جدا لکھی جانی چاہیں تھیں، اُنہیں ایک جگہ جمع کر دیا ہے۔ اور بہت سے موقعوں پر اُنھوں نے احادیث کو کسی ایک مشایخ سے نقل کیا ہے، لیکن ساتھ یہ بھی فرما دیا ہے کہ کلینی یا صدوق یا شیخ نے بھی اس روایت کو ذکر کیا ہے حالانکہ اُن کے متون ایک دوسرے سے کچھ اسطرح مختلف ہیں کہ اُن کے معانی میں فرق پیدا ہو جاتا ہے''۔

لہٰذا شیخ حر عاملیؒ کے کام کو تکمیل اور اس میں منطقی ترتیب پیدا کرنے کے علاوہ اس کی تھذیب کرنے کی غرض سے آیت اللہ بروجردیؒ نے اپنے شاگردوں پر مشتمل علماء اور دانشوروں کے ایک گروہ کو دعوت دی اور اُن کے سامنے احادیث کے بارے میں اپنا نقطہ نظر بیان کرتے ہوئے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا کہ وہ اس قسم کا ایک مجموعہ حدیث

مرتب کریں۔اُن کے شاگرد علمائے دین نے اپنے اُستاد کی آواز پر لبیک کہا اور اس عظیم علمی کام کا آغاز کر دیا۔

علمی گروہ کے اراکین:

اس عظیم منصوبے کی تکمیل کے لئے آیت اللہ بروجردیؒ نے اپنے شاگردوں میں سے جن علمی شخصیات کو منتخب کیا تھا اُن میں بعض آج بھی حوزہ علمیہ قم کے نامور علماء اور مراجع میں شمار ہوتی ہیں جن میں سے چند نمایاں نام یہ ہیں:

شیخ اسماعیل معزی ملایری، شیخ حسین علی منتظری نجف آبادیؒ، شیخ عبدالرحیم ربانیؒ شیرازی، شیخ محسن حرم پناہی قمیؒ سید حسین کرمانی، سید مصطفی کاشفی خوانساری، شیخ عبدالرحیم بروجردی، شیخ علی پناہ اشتہاردیؒ، شیخ جلال طاہر شمس گلپایگانی، شیخ حسین نوری ہمدانی، شیخ ابراہیم امینی نجف آبادی، شیخ علی ثابتی ہمدانی، شیخ محمد واعظ زادہ خراسانی، شیخ محمد باقر ابطحی اصفہانی، سید محمد علی ابطحی اصفہانی، شیخ محمد تقی ستودہ اراکیؒ، شیخ حسن نائینیؒ، سید محمد حسین درچہ ایؒ، شیخ جواد خندق آبادی تہرانیؒ۔

''جامع احادیث الشیعہ'' کی تدوین اور تالیف کے سلسلے میں اس گروہ میں سب زیادہ فعال شخصیت شیخ اسماعیل معزی ملایری کی تھی کہ جنہوں نے دن رات کی محنت سے اپنے اُستاد کے اس علمی منصوبے کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔

اسلوب تدوین:

اس کتاب کی پہلی جلد کے مقدمے میں اس کتاب میں احادیث کی تدوین کے طریقہ کار کی تفصیل بیان کی گئی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے:

۱۔ ہر باب کے شروع میں اُسی باب سے متعلق آیات کو سوروں کی ترتیب کے لحاظ سے احادیث سے پہلے ذکر کیا گیا ہے۔

۲۔ کتاب ''مصباح الشریعۃ'' سے نقل شدہ مطالب اور فقہی احکام سے غیر مربوط مطالب کے علاوہ ''وسائل الشیعہ'' اور ''مستدرک الوسائل'' کی تمام احادیث لائی گئی ہیں، البتہ دوسری احادیث کہ جو اس کام کے ضمن میں مئولفین کو ملی ہیں، جو ان دونوں کتابوں میں نہیں تھیں، بھی نقل کر دی گئی ہیں۔

۳۔ جہاں کہیں کتاب وسائل الشیعہ اور مستدرک الوسائل کے اصلی منابع تک دسترس حاصل ہوئی ہے تو حدیث کو اسی اصلی منبع سے لیا گیا ہے ورنہ انہی دونوں کتابوں سے نقل کر دیا گیا ہے۔

۴۔ کتاب کے شروع میں روایات کے مآخذ کو صفحہ کے تعین اور تاریخ طبع کے ساتھ ذکر کر دیا گیا ہے۔

۵۔ احادیث کو بعینہ الفاظ کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے اور متن و سند میں کسی قسم کی تلخیص و تبدیلی نہیں کی گئی۔

۶۔ جس کتاب سے بھی کوئی حدیث نقل ہوئی ہے اس کا پورا نام ذکر کیا گیا ہے سوائے کتب اربعہ اور وسائل و مستدرک کے، جن کو علامات اور رموز کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ چونکہ ان سے بہت زیادہ احادیث نقل ہوئی ہیں۔

۷۔ چند کتابوں میں آنے والی یا ایک ہی کتاب میں دو جگہ پر نقل ہونے والی حدیث کا تکرار نہیں کیا گیا۔

۸۔مختلف ابواب میں کسی حدیث کی تقطیع نہیں کی گئی سوائے اُن احادیث کے کہ جو بہت طولانی تھیں اور جن میں متعدد مسائل ذکر ہوئے ہیں۔

۹۔اس حدیث کو تکرار نہیں کیا گیا کہ جس میں دو یا اس سے زیادہ حکم ذکر ہوئے ہیں بلکہ اُسے مناسب ترین باب میں ذکر کیا گیا ہے اور دوسرے مناسب ابواب میں فقط اس کی طرف اشارہ کر دیا گیا ہے۔

۱۰۔ہر باب میں احادیث ذکر کرنے کے بعد دوسری وہ روایات کہ جو تمام ابواب میں ذکر ہوئی ہیں، اور اسی مطلب پر دلالت کرتی ہیں، اُن کی طرف فقط اشارہ کیا گیا ہے۔

۱۱۔ہر باب کی احادیث کے درمیان ارتباط کا لحاظ رکھا گیا ہے اور ممکنہ صورت میں اُنہیں ذکر کر دیا گیا ہے۔

۱۲۔احادیث ذکر کرنے میں خاص ترتیب کا خیال رکھا گیا ہے مثلاً فتویٰ اسے متعلق حدیث کو پہلے ذکر کیا گیا ہے اور بعد میں اس کی معارض حدیث لائی گئی ہے یا پہلے عام اور پھر خاص، اسی طرح پہلے مطلق اور پھر مقید کو لایا گیا ہے۔

۱۳۔اسی طرح اُن تمام وجوہات کو بھی ذکر کر دیا گیا ہے کہ جنہیں شیخ طوسیؒ نے متعارض روایات کے درمیان جمع کرنے کے لئے بیان کیا ہے اور بعض نادر روایات کو ان پر حمل کیا ہے۔

۱۴۔اتفاقاً اگر اسناد یا متن حدیث میں کوئی خلل واقع ہو گیا ہے تو اس کی اصلاح کر دی گئی ہے، اسی طرح بعض لغات اور بعض مجمل احادیث کی وضاحت بھی کر دی گئی ہے۔

اس کتاب کی ابتداء میں ایک عالمانہ مقدمہ خود آیت اللہ بروجردیؒ کے قلم سے لکھا گیا ہے جو حدیث اور اس سے تمسک کے لازمی ہونے اور اہل بیت اطہار ÷ کی احادیث کی حجیت کے بارے میں بہت ہی قیمتی نکات پر مشتمل ہے۔آیت اللہ بروجردیؒ کی وفات کے بعد یہ مقدمہ اُن کے فرزند سید حسن بروجردی نے مکمل کیا ہے۔

جامع احادیث الشیعہ کی چند اہم خصوصیات:

جامع احادیث الشیعہ، شیعہ جوامع حدیث کے سلسلے کی آخری کتاب ہے لہٰذا اسے اُن تمام نواقص اور خامیوں سے پاک ہونا چاہیے جو اس سے پہلے والی کتب میں موجود تھیں، جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ آیت اللہ بروجردیؒ کا مقصد بھی یہی تھا کہ ایک ایسی کتاب تدوین کی جائے جس میں گذشتہ کتابوں کی خامیاں نہ ہوں۔اس لحاظ سے اس کتاب کی خصوصیات یقیناً گذشتہ کتب حدیث کی نسبت زیادہ ہوں گی۔اس لئے بعض محققین نے اس کی جو خصوصیات بیان کی ہیں اُنہیں یہاں بطور خلاصہ ذکر کیا جاتا ہے:

ا۔آیات الاحکام:

قرآن؛ تربیت و ہدایت کی کتاب ہے اور ہر قسم کی تعلیم و تربیت اور تزکیہ نفوس کا سرچشمہ یہی کتاب الٰہی ہے۔ لہٰذا قرآن رسول خدا ﷺ اور ائمہ معصومین ÷ کے علوم کی بنیاد ہے۔وہ ہستیاں جو کچھ بھی کہتی تھیں، قرآن ہی سے کہتی تھیں، پس ایک فقیہ اور مجتہد کے لئے بھی ضروری ہے کہ وہ احکام الٰہی کے استنباط میں قرآن کو سرفہرست رکھے اور اس کے بعد دوسرے منابع سے استفادہ کرے۔آیت اللہ بروجردیؒ کے اجتہاد کی ایک

خصوصیت یہی تھی وہ فقہی احکام کے استنباط میں قرآن کو سرفہرست رکھتے تھے اور اسی وجہ سے کتاب ''وسائل الشیعہ'' میں آیات الاحکام سے غفلت کو اس کتاب کی سب سے بڑی خامی سمجھتے تھے۔اس لئے کتاب ''جامع احادیث الشیعہ'' میں اُن کی روش یہ ہے کہ اگر کوئی آیت ،موضوع سے متعلق ہوتو اس کو پہلے ذکر کرتے ہیں اور سوروآیات کی ترتیب کے مطابق اُنہیں ترتیب کے ساتھ لاتے ہیں۔آیات الاحکام کے سرفہرست ہونے کی وجہ سے اس کتاب کی طرف رجوع کرنے والا فقیہ، کسی بھی مسئلے میں قرآن سے غافل نہیں رہتا۔

۲۔جامعیت:

''جامع احادیث الشیعہ'' کی سب سے نمایاں خصوصیت اس کی جامعیت ہے۔جیسا کہ آیت اللہ بروجردیؒ اور اُن کی زیرنظارت کام کرنے والے علمی گروہ کی کوشش بھی یہی تھی کہ فقیہ کو دوسری تمام کتابوں کی طرف رجوع کرنے سے بے نیاز کردیا جائے اور فقیہ کے ہاتھ میں جب یہ کتاب ہوتو اُسے دوسری کتابوں میں سر کھپانے کی ضرورت پیش نہ آئے اور وہ اپنے وقت سے زیادہ استفادہ کرسکے۔

۳۔''جامع احادیث الشیعہ'' کے مصادر کی وسعت:

اس کتاب کی اہم خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں دو اصلی مصادر یعنی؛ ''وسائل الشیعہ'' اور ''مستدرک وسائل'' کی تمام روایات کے علاوہ دوسرے بہت سے فقہی وروائی مصادر سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔البتہ ان دونوں مصادر (یعنی؛ وسائل اور مستدرک) کی بعض روایات فقہی نہیں تھیں اس لئے اُنہیں اس میں حذف کردیا گیا ہے، لہٰذا کتاب ''مصباح الشریعۃ'' سے منقول تمام احادیث کو حذف کردیا گیا ہے۔کیونکہ یہ کتاب حضرت امام جعفر صادق - سے منقول اخلاقی روایات کا مجموعہ ہے اور اس میں کوئی فقہی حدیث نہیں ملتی۔

''جامع احادیث الشیعہ'' کے گروہ تالیف نے ان دونوں کتابوں (یعنی؛ وسائل اور مستدرک) کی روایات کے علاوہ ہر فقہی روایت کہ جو دوسرے کسی منابع میں نظر آئی ہے، اسے اپنی اس کتاب میں درج کردیا ہے۔لہٰذا وسائل اور مستدرک کے علاوہ جن مصادر سے استفادہ کیا گیا ہے وہ یہ ہیں:

''تہذیب، استبصار، کافی ،عدۃ الاصول، مصباح المتہجد ،الغیبۃ ،الخلاف، امالی شیخ طوسی ،امالی فرزند شیخ طوسی، من لایحضرہ الفقیہ ،الخصال علل الشرایع ،امالی صدوق ،معانی الاخبار ،عیون الاخبار ،ثواب الاعمال وعقاب الاعمال، المقنع ،التوحید، کمال الدین، فضائل الاشہر الثلاثۃ، فضائل الشیعہ ،صفات الشیعہ ،امالی شیخ مفید، الاختصاص الارشاد، المقنعہ ،المحاسن برقی ،قرب الاسناد حمیری، مناقب آل ابی طالب ابن شہرآشوب، عدۃ الداعی ابن فہد حلی، بشارۃ المصطفیٰ طبری، السرائر ابن ادریس، مجمع البیان طبرسی ماعلام الوریٰ طبرسی ،مکارم الاخلاق حسن بن فضل طبری، الاحتجاج طبرسی، نہج البلاغہ، صحیفہ سجادیہ، فقہ الرضاؑ ،دعائم الاسلام قاضی، تحف العقول حرانی، تنبیہ الخواطر ورام، کنز الفوائد کراجکی ،الغیبۃ نعمانی ،ارشاد القلوب دیلمی، بصائر الدرجات صفار، کشف الغمۃ فی معرفۃ الائمۃ اربلی، بحار الانوار ،الخرائج والجرائح راوندی ،استغاثۃ ابوالقاسم کوفی ،الطرف واقبال وملھوف ابن طاؤس ،التوحید مفضل،

جامع الاخبار، مدینۃ المعاجز بحرانی، منیۃ المرید فی آداب المفید والمستفید شہید ثانی، عبقات الانوار حامد نیشا بوری، مسکن الفواد شہید ثانی، کامل الزیارۃ ابن قولویہ، تفسیر قرآن امام حسن عسکریؑ، تفسیر قرآن فرات کوفی، تفسیر عیاشی، تفسیر قرآن قمی، رجال نجاشی عوالی اللئالی ابن ابی جمہور، تذکرۃ الفقھاء اور المختلف والمنتھی حلی کے علاوہ بیسیوں دوسری کتابوں سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔

۴۔ اُصولی روایات:

اہل تحقیق کے لئے اس کتاب کی ایک بڑی خدمت کہ جواس کی ایک اہم خصوصیت شمار ہوتی ہے وہ یہ کہ اس کتاب کی جلد اول میں ''اُصول فقہ'' سے متعلق روایات کو اصولی مباحث کی ترتیب کے ساتھ ذکر کر دیا گیا ہے جو ایک بے مثال کام ہے چونکہ اس طرح ایک فقہی محقق اور مجتہد کے لئے اصول فقہ سے متعلق روایات کا ایک بڑا ذخیرہ ایک جگہ پر اکٹھا جمع ہو گیا ہے جو کسی اور کتاب میں نہیں ملتا۔ مثلاً؛ ''حجیت خبر واحد'' کے باب میں پہلے اس موضوع سے متعلق تمام آیات کو ذکر کر دیا گیا ہے اور پھر ۱۲۶ روایات کا اضافہ کیا گیا ہے۔ پھر اسی پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ اس موضوع سے متعلق روایات کی ایک بڑی تعداد ذکر کرنے کے بعد ابواب کا حوالہ اور جو احادیث دوسرے ابواب میں آئی ہیں اور کسی نہ کسی حوالے سے خبر واحد کی حجیت پر دلالت کرتی ہیں، اُن کا بھی ان میں اضافہ کر دیا گیا ہے۔ یہ عظیم کام حدیث کی کسی دوسری کتاب میں انجام نہیں پایا لہٰذا پہلے فقیہ کو خود اُصولی موضوع کی ایک ایک روایت تلاش کرنی پڑتی تھی۔ لیکن ''جامع احادیث الشیعہ'' میں یہ کام انجام پانے سے محققین اور فقہا کے لئے بہت سہولت ہو گئی ہے اور یہ چیز فقہی احکام سے متعلق اس کتاب پر اصولی فکر کے حاکم ہونے کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ اسی طرح اس کام کی وجہ سے ابواب حدیث کی باب بندی میں اخباری اور اصولی تفکر میں فرق کی عکاسی ہوتی ہے۔ اس سلسلے میں چند ابواب کو ملاحظہ فرمائیے: باب فرض طلب علم وحجت، باب حجیت ظواہر کتاب، باب حجیت سنت رسول خداؐ، باب حجیت کلام ائمہ ÷، باب حجیت ثقات، باب مایعالج بہ تعارض الروایات، باب عدم حجیت قیاس ورای واجتہاد، باب برائت واحتیاط، باب استصحاب، باب احادیث من بلغ، باب اشتراط عقل در بلوغ۔

۵۔ آداب واخلاق سے متعلق احادیث کو الگ کرنا:

آداب وسنن سے متعلق احادیث دو طرح کی ہیں: یا تو واجب عمل سے تعلق رکھتی ہیں، مثلاً نماز میں کچھ واجبات کے ساتھ ساتھ ایک وسیع تعداد مستحب اعمال کی بھی ہے۔ اس قسم کے آداب اور سنن کو خود واجب اعمال کے ساتھ ذکر کر دیا گیا ہے جیسا کہ نماز سے متعلق مستحب اعمال مثلاً نماز کی مختلف حالتوں میں ہاتھوں کا بلند کرنا، سجدے کو طولانی کرنا وغیرہ۔

یا کچھ آداب مستقل حیثیت رکھتے ہیں اور کسی واجب عمل کے ساتھ انجام نہیں پاتے۔ مثلاً؛ نورہ لگانے سے متعلق آداب، حجامت کے آداب، آرائش وزیبائی کے آداب، جوتا اور لباس پہننے کے آداب وغیرہ۔ اس قسم کے آداب واخلاق ایک مخصوص اور جدا کتاب میں جمع کر دیئے گئے ہیں تا کہ فقیہ کو اُن تک دسترس میں آسانی ہو،

لیکن کتاب ''وسائل الشیعۃ'' ایسے آداب وسنن سے بھری پڑی ہے کہ جو بغیر کسی مناسبت کے مختلف ابواب میں پراگندہ صورت میں ذکر کردیئے گئے ہیں۔مثلاً کتاب طہارت میں برتنوں کی طہارت کی مناسبت سے چند ابواب برتنوں کی اقسام،کھانے پینے کے استحباب وکراہت کے بارے میں بھی ذکر دیئے گئے ہیں اور کتاب صلوۃ میں نمازی کے لباس کی مناسبت سے بہت سے ابواب لباس کی جنس اور رنگ کے بارے میں آگئے ہیں جن کا تعلق فقہی احکام سے بہت کم ہے۔اسی طرح باب حج میں معاشرت اور سفر کے آداب اور اجتماعی آداب بھی ذکر کردیئے ہیں اور پھر باب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں بہت سی اخلاقی حدیثیں بھی ذکر ہوگئی ہیں۔اس سلسلے میں آیت اللہ بروجردیؒ فرماتے تھے:

اس قسم کے مطالب اپنی اہمیت کے باوجود بہت سے مقامات پر فقہ کی حدود سے باہر ہیں اور فقیہ کو ان کی ضرورت نہیں ہوتی اور ان کا کسی حدیث کی کتاب میں فقہ کے اصلی موضوعات کے درمیان موجود ہونا طلاب اور رجوع کرنے والوں کی تشویش اور اتلاف وقت کا باعث بنتا ہے۔

بزرگ علماء کی آراء:

اس کتاب کی اہمیت کے بارے میں تقریباً تمام علماء اور مراجع تقلید نے اظہار نظر فرمایا ہے جس سے اس کتاب کی دنیائے علم وفقاہت میں اہمیت ظاہر ہوتی ہے،چند نمایاں علمی شخصیات کے ''جامع احادیث الشیعہ'' کے بارے میں تاثرات یہاں نقل کئے جاتے ہیں:

ا۔آیت اللہ سید ہادی میلانیؒ:

آیت اللہ العظمٰی سید ہادی میلانیؒ اس کتاب کی جامعیت کے بارے میں فرماتے تھے کہ اس کتاب کی جامعیت کی وجہ سے ہر روز اُن کے تحقیق اور مطالعے کے وقت میں ۵ گھنٹے کی بچت ہوتی ہے یعنی؛اگر یہ کتاب نہ ہوتی تو اُنہیں اپنے دروس کی تیاری کے لئے مزید ۵ گھنٹے صرف کرنے پڑتے۔

۲۔آیت اللہ العظمٰی سید ابوالقاسم خوئیؒ:

آیت اللہ بروجردیؒ کی وفات کے بعد آیت اللہ معزّی ملایری کی مسلسل کوشش سے ''جامع احادیث الشیعہ'' کی باقی جلدیں بھی تدریجاً چھپتی گئیں۔حضرت آیت اللہ العظمٰی خوئیؒ نے بہت کھلے دل کے ساتھ اس کام کی تائید کی اور اس کی اشاعت کے لئے اخراجات برداشت کئے اُنھوں نے اس کتاب پر ایک خصوصی تقریظ بھی لکھی ہے کہ جو ''جامع احادیث الشیعہ'' کی جلدوں کی زینت بنی ہے،اُنھوں اس میں جن تاثرات کا اظہار فرمایا ہے اُس کا خلاصہ یہ ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ ربّ العالمین والصلاۃ والسلام علی خیرۃ من خلقہ محمد وآلہ الطیبین الطاھرین واللعنۃ الدائمہ علی اعدائھم اجمعین۔

امابعد؛ کتاب ''جامع احادیث الشیعہ'' کہ جو حضرت آیت اللہ العظمٰی، بزرگ طائفہ شیعہ حاج سید حسین طباطبائی بروجردی (قدس سرہ) کے حکم سے تالیف ہوئی ہے، اپنی نوع میں یگانہ اور روش تدوین میں خوبصورت ترین کتاب ہے۔ اُنھوں نے اس باقی رہنے والے دینی کام کو کھلے دل اور بلند ہمتی کے ساتھ قبول کیا، اللہ تعالیٰ اُنہیں غریق رحمت کرے اور اُن کے درجات میں اضافہ فرمائے اور اُنہیں نیک لوگوں کی بہترین جزا سے نوازے

اسی طرح میں اللہ تعالیٰ سے اُن علماء کے لئے بھی اجر عظیم اور توفیق طلب کرتا ہوں کہ جو اُن کی نظارت میں اس گرانقدر دینی کتاب کی تالیف میں شریک ہوئے ہیں اور اس کتاب کو وجود میں لانے کے لئے بہت زیادہ کوشش کی ہے۔ منجملہ جس شخصیت نے اس کتاب کا تکمیل کرنے میں بہت زیادہ سعی اور کوشش کی ہے، وہ علامہ محقق حجت الاسلام حاج شیخ اسماعیل معزی ملایری (دامت برکاتہ) ہیں۔ بلاشک اُنھوں نے اس کتاب کی تدوین میں انتھک محنت کی ہے اور پھر اسے مکمل ترین اسلوب اور بہترین انداز میں (اشاعت کے لئے) آمادہ کرلیا ہے۔۔۔''

کیونکہ یہ کتاب میرے لئے بہت پسندیدہ تھی اور میں نے اس کا اہتمام کیا ہے لہٰذا میں نے اس کی تمام جلدوں کو شائع کرنے کے لئے اخراجات کو قبول کیا ہے۔ تاکہ دین اور مذہب کو برپا کرنے میں کوئی خدمت کرسکوں۔ الحمد للہ باقی جلدوں کو شائع کرنے کی آرزو کے ساتھ اس کام کے لئے خدا کی حمد وستائش کرتا ہوں۔ خدا سے بقیہ جلدوں کو شائع کرنے کی اور اس دینی کام کو پورا کرنے کی توفیق طلب کرتا ہوں چونکہ وہی صاحب توفیق وسعادت ہے۔ اس کے شروع اور اتمام پر اللہ کی حمد۔

خوئی　　　　۱۲ جمادی الثانی ۱۳۹۷ھ

کتاب کی اشاعت

جامع احادیث الشیعہ کی جدید اشاعت ۳۱ جلدوں میں ہوئی ہے، آیت اللہ بروجردیؒ کی زندگی میں اس کی فقط پہلی جلد چھپی تھی جس پر اُن کا مقدمہ بھی تھا۔ اُن کی وفات کے بعد اُن کے شاگرد آیت اللہ اسماعیل معزّی ملایری نے اس کام میں خصوصی دلچسپی لی اور جن کی مسلسل کوشش سے اس کی باقی جلدیں بھی چھپنے کے لئے تیار ہوگئی تھیں جو آیت اللہ سید ابوالقاسم خوئیؒ کے خصوصی تعاون سے زیور طبع سے آراستہ ہوئی ہیں۔

....

منابع

(اس مقالے کی تیاری میں ان منابع اسے استفادہ کیا گیا ہے)

۱۔ دایرۃ المعارف تشیع، ج ۵، نشر شہید شعید محبی، چاپ اول ۱۳۷۵ش، تہران

۲۔ مجلّہ حوزہ، شمارہ ۴۳، ۴۴ دفتر تبلیغات اسلامی، قم

۳۔ سایٹ: www.brougerdi.ir

۴۔ سایٹ: www.hawzanews.ir

۵۔ علم حدیث، زین العابدین قربانی، انتشارات انصاریان، قم

۶۔ جامع احادیث الشیعہ، جلد اول، مقدمہ، السید بروجردیؒ ۱۳۹۹ھ، المطبعۃ العلمیۃ، قم